۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء

ہفتہ وار

ہماری زبان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۲۲
فون نمبر ۲۹
ایڈیٹر
آل احمد سرور
اشاعت کی تاریخیں
۱، ۸، ۱۵، ۲۲
قیمت سالانہ چھ روپے
قیمت فی کاپی ۲۰ پیسے

جلد ۳۳ | انجمن ترقی اردو ہند (علی گڑھ) | شمارہ ۱۲

آل احمد سرور

شریمتی اندرا گاندھی اور اردو

شریمتی اندرا گاندھی کو بلاشبہ اردو سے ہمدردی ہے۔ انھوں نے گذشتہ چند ماہ میں اردو کے کئی جلسوں میں تقریریں کی ہیں۔ حال میں جامعہ اردو علی گڑھ نے جب انھیں ڈاکٹر آف ادب کی اعزازی ڈگری عطا کی تو اس موقع پر بھی انھوں نے اردو زبان کی خوبصورتی اور اس کی طاقت دونوں کا ذکر کیا۔ انھوں نے اس حقیقت کو بھی دہرایا کہ اردو ایک قومی زبان ہے اور اس کا تعلق کسی خاص فرقے سے نہیں۔ انھوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ اردو کے ساتھ ماضی میں بے انصافی ہوئی ہے اور اسے دور کرنے کے عزم کا بھی اظہار کیا۔ انھوں نے یہ بھی درست کہا کہ حکومت تو اپنا فرض ادا کرے گی مگر اردو دوستوں کو بھی اپنے طور پر بہت کچھ کرنا ہے۔ ہمیں یہ بھی علم ہے کہ شریمتی اندرا گاندھی کئی ریاستوں کے بڑے وزیروں کو اردو دوستوں کی شکایات دور کرنے کی طرف توجہ دلا چکی ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ شریمتی اندرا گاندھی کی توجہ کی وجہ سے مرکز میں ترقی اردو بورڈ قائم ہوا جس نے کام کا ایک بڑا منصوبہ بنایا ہے۔ نیز کئی ریاستوں میں اردو اکیڈمیاں قائم ہو گئی ہیں جو کتب خانوں کو امداد دیتی ہیں، اردو مصنفین کو انعامات تقسیم کرتی ہیں اور اردو کے طلبہ کو وظیفے بھی دے رہی ہیں، مگر حق پرستی اور حق گوئی، دیانت اور راست بازی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اُن سے چند سوالات کریں۔ یہ سوالات وہ ہیں جو اردو دوستوں کو برابر پریشان کرتے رہتے ہیں۔

(۱) اگر مرکز کو لسانی اقلیتوں کی محرومیوں اور دشواریوں کا واقعی احساس ہے تو پھر بعض ریاستی حکومتوں کا رویہ بے نیازی، بلکہ بے پروائی کا کیوں ہے؟۔ کیا ریاستی حکومتیں مرکز کی پالیسی کو اس طرح نظر انداز کر سکتی ہیں۔

(۲) کیا وجہ ہے کہ لسانی اقلیتوں کا کمشنر جو صدر کا مقرر کردہ ہوتا ہے اور صدر کی خدمت میں اپنی رپورٹ پیش کرتا ہے، کئی سال سے ریاستی حکومتوں کی بے اعتنائی کا جو شکوہ کر رہا ہے اس کا وزیر اعظم کو علم ہے نہیں اور اگر ہے تو وہ اس سلسلے میں کیا قدم اٹھانے والی ہیں۔

(۳) کیا کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ ریاستی حکومتیں لسانی اقلیتوں کے کمشنر کو وہ اعداد و شمار مہیا کریں جو وہ برابر طلب کرتا ہے اور اس کے استفسارات کا جلد سے جلد جواب دے دیا کریں جو وہ موجود شکایات کے

سلسلے میں اُن حکومتوں سے کرتا رہتا ہے۔

(۴) کیا لسانی اقلیتوں کے کمشنر کی اس سفارش پر وزیر اعظم نے غور کیا ہے کہ دستور کی دفعہ ۳۵۰ الف میں ریاستی حکومتوں کی "کوشش" کو بدل کر "فرض" کر دیا جائے۔ اس وقت دستور کی دفعہ ۳۵۰ الف میں یہ کہا گیا ہے کہ ریاستی حکومتیں لسانی اقلیتوں کے بچوں کو ان کی مادری زبان میں ابتدائی تعلیم دینے کی کوشش کریں گی۔ اب تک اس کوشش کا جو نتیجہ نکلا ہے وہ نہایت افسوس ناک اور ہمت شکن ہے۔ اس لئے کمشنر نے سفارش کی ہے کہ مادری زبان میں ابتدائی تعلیم لازمی قرار دے دی جائے۔ یہ بہت معقول تجویز ہے اور دستور کی روح کے عین مطابق۔ کیا وزیر اعظم اس تجویز کے مطابق جلد سے جلد دستور میں مناسب ترمیم کے لئے قدم اٹھائیں گی۔

(۵) وزیر اعظم پر مخفی نہ ہوگا کہ اتر پردیش اور بعض دوسری ریاستوں میں سہ لسانی فارمولے کو کس طرح مسخ کیا گیا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو تو صاف کہہ چکے تھے کہ تیسری زبان کوئی جدید ہندوستانی زبان ہونی چاہیے، مگر اس پر عمل وہ بھی نہ کرا سکے۔ لطف یہ ہے کہ مادری زبان جس کو سب سے پہلے آنا چاہیے۔ بعض ریاستوں کے فارمولے میں اس طرح آئی ہے کہ اس کا انتظام ہی نہیں ہو پاتا۔ پھر سہ لسانی فارمولا تو ثانوی تعلیم کے آخری درجے تک نافذ ہونا چاہیے مگر ابھی آٹھویں درجے تک بھی ٹھیک سے نافذ نہیں ہوا۔ خدا جانے اس اندھیر کا وزیر اعظم کو علم ہے کہ نہیں اور اگر ہے تو وہ اس سلسلے میں کیا قدم اٹھائیں گی۔

(۶) تمام ماہرین تعلیم نے یہ اصول تسلیم کر لیا ہے کہ بچے کو ابتدائی اور ثانوی تعلیم اس کی مادری زبان میں ملنی چاہیے۔ جنوبی ہند میں اردو کے ہائی اسکول، بلکہ انٹر کالج اور ڈگری کالج بھی کامیابی سے چل رہے ہیں۔ مگر اتر پردیش میں لسانی اقلیتوں کے کمشنر کی رپورٹ کے مطابق علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تین اسکولوں کو چھوڑ کر ایک بھی اردو میڈیم ہائی اسکول نہیں ہے۔ یہ صورت حال کب تک رہے گی۔

(۷) کیا وجہ ہے کہ اتر پردیش میں اردو بولنے والوں کی آبادی اگرچہ ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کی رو سے ۸۸ لاکھ ہے مگر اردو کے ذریعہ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد تین چار لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ آخر آبادی کے لحاظ سے اسکول یا کلاس کھولنے میں کیا قباحت ہے؟

(۸) کیا وجہ ہے کہ اردو کے ذریعہ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد بجائے بڑھنے کے عام طور پر کم ہو رہی ہے (دیکھئے لسانی اقلیتوں کے کمشنر کی تیرھویں رپورٹ)۔

(۹) کیا وجہ ہے کہ گجرال کمیٹی برائے فروغ اردو کی رپورٹ اب تک منظر عام پر نہیں آئی۔ اس کے قیام کو دو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا۔

(۱۰) کیا وجہ ہے کہ دستور کی دفعہ ۳۴۷ میں صدر کو جو اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق اقدامات کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے اب تک سفارش نہیں کی جبکہ اس دفعہ میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ اگر صدر مطمئن ہو جائیں کہ کسی ریاست کی آبادی کا قابل لحاظ حصہ اس زبان کا بعض مخصوص اغراض کے لئے سرکاری طور پر تسلیم کیا جانا ضروری سمجھتا ہے، تو صدر مناسب احکام صادر کریں گے۔ اس دفعہ میں کلیدی لفظ صرف دو ہیں۔ آبادی کا قابل لحاظ یا معقول حصہ اور صدر کا اطمینان۔ مگر شاید ابھی تک ۸۸ لاکھ آبادی قابل اطمینان حصہ نہیں سمجھی جاتی حالانکہ یہ آبادی جموں و کشمیر کی پوری آبادی سے زیادہ ہے۔

آزادی کو ۲۹ سال گزر گئے۔ مگر ابھی تک اردو زبان کے ساتھ انصاف نہیں ہو سکا۔ یہ انصاف کب ہوگا۔ اردو دوست زبانی ہمدردی کو کافی نہیں سمجھتے وہ عملی اور ٹھوس اقدامات کے منتظر ہیں۔

مرکزی انجمن کی خبریں

(۱) انجمن کی مجلس عاملہ کے ۱۵ مارچ کے اجلاس میں مجلس عام کی تین خالی نشستوں کے لئے حسب ذیل حضرات ممبر منتخب ہوئے۔ ان کی ممبری کی مدت پانچ سال ہوگی۔

۱۔ جناب اسماعیل تابش، ایڈیٹر پاسبان، بنگلور

۲۔ جناب شانتی رنجن بھٹاچاریہ، کلکتہ

۳۔ ڈاکٹر نذیر احمد صدر شعبۂ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

ہم ان تینوں حضرات کو مبارکباد دیتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ ان کی شمولیت سے انجمن اور اردو کو تقویت پہنچے گی۔

(۲) چونکہ پروفیسر آل احمد سرور اعزازی جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو یکم اپریل سے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانسڈ اسٹڈی

(باقی صفحہ [illegible] پر)

مرزا سعید الظفر چغتائی

اطالوی زبان

شروع سال ۱۹۷۳ء میں طبیعیات کے ایک مذاکرے میں شرکت کے بہانے اٹلی میں چند مہینے گزارنے کا موقع ملا، اور اطالوی زبان سے کچھ شُدبُد ہو گئی۔ یہ لاطینی خاندان کی دوسری زبان ہے جس سے مجھے واقف ہونے کا موقع ملا، اور یہ جان کے ایک حد تک حیرت ہوئی کہ اطالوی، لاطینی اور فرانسیسی دونوں سے قریب ہوتے ہوئے کتنی دور بھی ہے۔ چند برس ہوئے، فرانسیسی کے بارے میں میری عامیانہ باتیں پسند کی گئی تھیں۔ اس لیے خیال ہوا کہ اطالوی کی بابت چند سطریں لکھ دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اطالوی ایک جدید اور ترقی پذیر زبان ہے۔ اس کا املا تلفظ کے عین مطابق ہے اور اس لحاظ سے فرانسیسی تو کجا، جرمن اور سویڈش سے بھی زیادہ صوتی ہے۔ بول چال کی زبان سادہ ہے۔ قواعد صرف ضمائر کے ذرا مشکل ہیں۔ صیغے متکلم اور غائب کے ہی مستعمل ہیں۔ حاضر کے لیے واحد مونث غائب کا استعمال ہوتا ہے۔ واحد حاضر "تو" ہے، مگر اس کا استعمال بہت قریب کے اعزّا کے لیے مخصوص ہے۔ اسم، صفت، ضمیر سب مذکر یا مونث اور تذکیر و تانیث اور واحد جمع کے لحاظ سے بدلتے ہیں، صرف ضمیر متکلم کا استثنا ہے جو مذکر و مونث کے لیے، دوسری زبانوں کی طرح، یکساں ہے۔ حروفِ علت کا استعمال بہ کثرت ہوتا ہے۔ تقریباً سبھی لفظ کسی حرفِ علت پر ختم ہوتے ہیں اور یہ حرفِ علت تعداد و جنس کے لحاظ سے نحوی طور پر بدلتا ہے، جس سے ایک طرح کی موسیقیت پیدا ہو جاتی ہے۔

اطالوی زبان فرانسیسی سے کم رواں ہے اور اس میں اس سے کچھ زیادہ اتار چڑھاؤ ہیں، جس کا سبب تلفظ کی وضاحت ہے۔ حروفِ علت کا نظام متعین اور واضح ہے۔ آوازیں پانچ ہیں: a = ا، e = اے، i = اِ، o = آ اور u = اُ۔ ان کے طول یا قصر کا تعین جرمن زبانوں کی طرح بعد میں آنے والے ایک یا دو حروفِ صامت سے ہوتا ہے۔ مثلاً dona کو "ڈونا" پڑھیں گے اور donna کو "ڈونّا"۔ o کے تلفظ میں البتہ انگریزی کی طرح ذرا دھوپ چھاؤں ہے۔ کہیں اس کی آواز کھلی ہوئی ہوتی ہے یعنی آ اور اُ کے بیچ کی ہے، اور کہیں بند "او"، جیسا کہ بالترتیب giorno جورنو (دن) کے پہلے اور دوسرے ٹکڑے میں۔ عام طور پر زور accento لفظ کے پہلے ٹکڑے پر ہوتا ہے، لیکن یہ بات ہمیشہ تحریر سے واضح نہیں ہوتی کہ زور کس ٹکڑے پر دیا جائے۔ اس لحاظ سے ہر لفظ اہلِ زبان سے سیکھنا چاہیے۔ u کا استعمال واو صامت کے طور پر بھی ہوتا ہے، مثلاً uomo "وامو" (مرد) میں یہ لاطینی کا اثر ہے، جس میں u اور v میں فرق نہیں ہوتا۔

اطالوی کے صوامت میں دوسری یورپی زبانوں کی الجھنیں کم کر دی گئی ہیں۔ j، k، w اور y ہوتے ہی نہیں اور x کا استعمال شاذ ہے۔ e اور i سے پہلے c کی آواز "چ" ہوتی ہے جیسے certo (یقیناً) میں، ورنہ ہمیشہ "ک"۔ ch "ک" ہے اور یہاں h اس لیے لکھا جاتا ہے کہ e یا i کے اثر سے آواز "چ" نہ ہو جائے۔ s صرف دو حروفِ علت کے درمیان "ز" ہوتا ہے، ورنہ ہمیشہ "س" ہوتا ہے، خاص طور پر دہرا ss جو کسی حالت میں "ز" کی آواز نہیں دیتا۔ انگریزی کے افسوس ناک استثنا کے علاوہ ہر دوسری یورپی زبان میں s کے تلفظ کا یہی قاعدہ مجھے معلوم ہے کہ وہ ہمیشہ "س" ہے، "ز" کبھی نہیں۔ z کے معاملے میں البتہ اطالوی میں ذرا الجھن ہے۔ یہ کبھی جرمن کی طرح "ٹس" کی آواز دیتا ہے اور کبھی "ڈز" کی۔ زیادہ تر واحد z "ڈز" ہوتا اور دہرے zz "ٹس" ہوتے ہیں، مگر یہ بات قیاسی ہے، کلّی نہیں۔ جملہ لاطینی خاندان کی زبانوں کی طرح اطالوی میں بھی ٹ، ڈ، ڑ کی ثقیل آوازیں موجود نہیں۔ t ہر جگہ "ت" اور d ہر جگہ "د" پڑھا جاتا ہے۔

لاطینی اور اطالوی کا رشتہ کچھ سنسکرت اور پالی جیسا معلوم ہوتا ہے۔ مشدد الفاظ پالی کی خصوصیت ہیں اور اس میں "دھرم" کے بجائے "دھمّ"، "بھکشو" کے بجائے "بھکّھو"، "کرم" کے بجائے "کمّ" استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح اطالوی میں لاطینی کے بہت سے الفاظ استعمال عامہ کے مطابق مشدد ہو گئے ہیں۔ مثلاً redattore direttore

جہاں ot بدل کے tt ہو گیا ہے، یا settimana وغیرہ جہاں pt، tt ہو گیا ہے۔ عمومیت جدید اطالوی زندگی کی سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔ لسانیات و ادب سے لے کر سیاست تک ہر جگہ اس کی چھاپ نظر آتی ہے اور عمومیت کی جڑیں معاشرے میں گہرائی تک چلی گئی ہیں۔

اطالوی اسم صوتی اعتبار سے چار طرح کے ہوتے ہیں

(۱) o پر ختم ہونے والے مذکر، ان کی جمع i پر ختم ہوتی ہے۔

RAGAZZO لڑکا RAGAZZI لڑکے۔

(۲) a پر ختم ہونے والے مؤنث اسم، ان کی جمع e پر ختم ہوتی ہے۔

Ragazza لڑکی ragazze لڑکیاں۔

(۳) بعض لفظ جن کی تذکیر و تانیث معنوی ہوتی ہے، ہر دو e پر ختم ہوتے ہیں اور ان کی جمع i پر۔

il padre باپ، جمع i padri

la madre ماں، جمع le madri

(il، la وغیرہ آرٹکل ہیں)

(۴) بعض اسم a پر ختم ہوتے ہیں، اور جمع میں بھی ویسے ہی قائم رہتے ہیں، جیسے la citta شہر، جمع le citta۔

جمع صفات اور آرٹکل اسماء موصوف سے ہم آہنگ اور نحوی عمل میں ان کے شریک ہوتے ہیں مثلاً

il mio buono figlio میرا اچھا لڑکا

la mia buona figlia میری اچھی لڑکی

i miei buoni figli میرے اچھے لڑکے

le mie buone figlie میری اچھی لڑکی

(اردو ہندی سے مماثلت ملاحظہ ہو)

لیکن اطالوی میں آرٹکل کا استعمال بہت ہوتا ہے ذاتی صفات POSSESSIVE ADJECTIVES یا القاب سے پہلے بھی آرٹکل استعمال ہو جاتا ہے، جیسے

IL MIO MARITO میرا شوہر il SIGNOR MORO مورو صاحب۔

آرٹکل کی گردان بھی قابل لحاظ ہے۔

	واحد			جمع		
	مذکر	مؤنث	حرف علت سے شروع ہونے والا	مذکر	مؤنث	حرف علت سے شروع ہونے والا
لفظ (یا مخصوص حالات میں)	il	la	l'	i	le	gli (استعمال بھی)

l'، فرانسیسی کی طرح اگلے لفظ سے ملا کر پڑھا جاتا ہے جیسے l'erudizione (لی روڈیتی)۔ آرٹکل کی گردان یوں بھی اہم ہے کہ عام طور پر استعمال ہونے والے حروف جار اس سے مدغم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً di (کا، سے وغیرہ) سے بنتے ہیں۔

del = di + il	اسی طرح a (کو، تک وغیرہ) سے al
dello = di + lo	وغیرہ اور in (میں) سے nel وغیرہ بنتے ہیں۔
della = di + la	لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ in il سے
dell' = di + l'	مل کر nel ہو جاتا ہے، اس کی بنا آرٹکل
dei = di + i	قدیم لاطینی میں نہیں تھا، یہ کسی حد تک عربی
degli = di + gli	اثرات سے آیا، اور کس حد تک جرمن اثرات سے، تحقیق طلب ہے۔

اطالوی فعلوں کی گردان اور زمانے طبعاً فرانسیسی جیسے ہیں۔ ہاں یہ بات البتہ اہم ہے کہ کوئی زبان چاہے جس خاندان کی ہو، اس میں سماجی فعل [illegible] [illegible] بڑی حد تک وہی ہوتے ہیں، جو بہت استعمال میں ہوں، مثلاً آنا، جانا وغیرہ اور افعال ناقص، یہ بات انسانی فکر کی وحدت پر ایک اور دلیل ہے۔

یورپ میں آمد و رفت اور خلط ملط کے ذرائع اتنے زیادہ ہیں کہ تقریباً ہر زبان نے دوسرے کو متاثر کیا ہے۔ الفاظ، خیالات، محاورے، ترکیبیں ہر طرح مستعار لی گئی ہیں۔ لیکن ہر زبان کا اپنا ڈھانچہ اور مزاج ہے اور اسی کے محاوراتی استعمال کی دقت اعلیٰ و ادنیٰ سبھی کرتے ہیں۔ کسی ایک زبان کے جاننے سے دوسری سیکھنے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے لیکن اس حد تک کہ نئی زبان سیکھتے وقت نیا لفظ اور اس کا استعمال یاد رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رہنی چاہیے کہ ظاہری مماثلت کے باوجود مختلف زبانوں میں ہر لفظ کا تلفظ اور استعمال بالکل جداگانہ ہو سکتا ہے اور سیکھنے کی شرط یہ ہے کہ ہر لفظ الگ الگ بہ تفصیل سیکھا جائے، قیاس نہ کیا جائے۔

مراسلات

دہلی میں جمود کا شکار — اردو

اسے اردو کی بدنصیبی کے سوا کیا کہا جائے کہ دہلی میں ریاستی سطح پر جو بھی سیاسی جماعت برسراقتدار آتی ہے وہ ابتدا میں اردو کو جائز مقام اور مناسب سہولتیں دینے کا وعدہ کرتی ہے اور پھر کچھ مدت گزر جانے کے بعد یہ دعویٰ شروع کر دیتی ہے کہ اس کے زمانے میں اردو کو کافی فروغ حاصل ہو رہا ہے اور اپنے اقتدار کے آخری لمحوں تک اس کا یہ دعویٰ بغیر کسی ثبوت کے برقرار رہتا ہے۔ چنانچہ جن سنگھ کے اقتدار کے زمانے میں دہلی میں اردو کا نام روشن۔ چراغوں کی برکت' (روزنامہ اردو بازار مورخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۶۷ء) اور اسی طرح کے کئی مضامین لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ اب اردو پر وہ احسانات کئے جا رہے ہیں جو پہلے کبھی نہیں کئے گئے تھے۔ ان دعووں کی تردید میں کئی مدلل مضامین بھی لکھے گئے۔ لیکن سابق چیف ایگزیکٹیو کونسلر شری دیجے کمار ملہوترا کا دعویٰ اپنی آخری پریس کانفرنس (ایوننگ نیوز مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۷۲ء) تک یہی رہا کہ ان کے زمانے میں اردو کو کافی سہولتیں فراہم کی گئیں۔ خیر سے حالات نے پلٹا کھایا اور دہلی کے چیف ایگزیکٹیو کونسلر رادھا رمن جی ہو گئے۔ انھوں نے بھی اپنی پہلی پریس کانفرنس میں یقین دہانی کی کہ اردو کے ساتھ انصاف کیا جائے گا اور اسے ترقی دی جائے گی (روزنامہ الجمعیۃ مورخہ ۲ر مارچ ۱۹۷۲ء) لیکن دو سال اسی انتظار میں گزر گئے کہ شاید کچھ دوسرے صوبوں کی طرح یہاں بھی اردو کی طرف سے عدم توجہی کا سلسلہ ختم ہو مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔ ہاں کچھ دن پہلے موصوف کی طرف سے ایک مضمون "دلی میں اردو کا فروغ" کے عنوان سے مختلف اخباروں میں ضرور اشاعت پذیر ہو گیا۔ لیکن عملی طور پر کچھ نئی مراعات بے چاری اردو کو حاصل بھی ہوئی ہیں یا نہیں یا اسی جمود اور کس مپرسی کا سلسلہ جاری ہے جو گذشتہ کئی برسوں سے اس کی تقدیر بن چکا ہے۔ اس بات کا حقیقی جائزہ مقصود ہو تو مذکورہ مضمون کے سرسری مطالعہ سے ہی یہ ظاہر ہو جائے گا کہ در اصل دہلی میں اردو کے فروغ کی کچھ ٹھوس اور مخلصانہ تدابیر اختیار نہیں کی گئیں بلکہ محض نام نہاد طور پر کارگزاریوں کے فریب میں مبتلا کیا گیا ہے۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ۱۴ر جولائی ۱۹۵۸ء کو بھارت سرکار نے جو لینگویج اسٹیٹمنٹ جاری کیا تھا اس کی ہدایتوں کو بھی توڑ موڑ کر نقل کیا گیا ہے۔ لینگویج اسٹیٹمنٹ کی پانچویں ہدایت میں کہا گیا تھا کہ "اہم قوانین، قواعد، ضوابط اور اطلاع نامے اردو میں بھی جاری کئے جانے چاہئیں" لیکن مذکورہ مضمون میں اسے بدل کر یوں پیش کیا گیا ہے "عوام کی دلچسپی کا مواد اردو میں جاری کرنا" اور عوام کی دلچسپی کے مواد کو چٹھیوں کی فہرست اور گورنر کے خطبے پر مختصر کر دیا گیا ہے چونکہ دہلی انتظامیہ نے آج تک ایک بھی قانون، قاعدہ یا ضابطہ اردو میں جاری نہیں کیا اس لئے اپنی کوتاہی پر پردہ ڈالنے کے لئے اصل عبارت ہی کو تبدیل کر دیا گیا جبکہ اگر واقعی اردو کی خدمت یا اردو والوں کا مفاد مقصود ہوتا تو دہلی انتظامیہ میں ایسا بندوبست کیا جاتا کہ دہلی مرکزی علاقے میں جو قوانین و قواعد نافذ ہیں وہ اردو میں شائع کئے جائیں اور اردو ترجمے اور اس کی اشاعت کی خاطر کچھ اسٹاف کا مستقل انتظام کیا جاتا۔ لیکن ان بنیادی اور تعمیری اقدامات کے بجائے اسے آسان سمجھا گیا کہ اصل ہدایت ہی کو مسخ کر دیا جائے۔

اس طرح موجودہ انتظامیہ کی طرف سے یہ دعویٰ تو بار بار کیا جاتا ہے کہ راجدھانی میں اردو کو فروغ دینے اور اردو داں طبقے کو ہر شعبے میں تمام سہولیات فراہم کرنے کے لئے تیزی کے ساتھ قدم اٹھائے گئے ہیں لیکن کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں اور کیا قدم اٹھائے گئے ہیں اس کی تفصیل کبھی بیان نہیں کی جاتی۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ دہلی میں بے چاری اردو بس ان ہی چند کاغذی رعایتوں کی مرہون منت آج بھی ہے جن کی چند سال پیشتر تھی۔ اردو کے کام کاج کی نگرانی کے لئے نہ تو کوئی اردو افسر مقرر کیا گیا ہے جس طرح ایڈمنسٹریشن اور دوسرے انتظامی اداروں میں مستند ہندی افسر موجود ہیں۔ نہ دہلی انتظامیہ نے ہندی اصلاح کار بورڈ کی طرز پر اردو اصلاح کار بورڈ قائم کیا ہے جبکہ یہ مطالبات ہمیشہ ہوتے رہے لیکن

کونسل کے ممبروں اور اردو کے بہی خواہوں کی طرف سے برابر کئے جاتے رہے مگر ان پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی جبکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ ان مطالبات کو جلد از جلد پورا کیا جاتا کیونکہ یہ جائز بھی ہیں اور بنیادی اہمیت بھی رکھتے ہیں اور ان کو پورا کئے بغیر دہلی میں اردو کو اس کا جائز مقام عملی طور پر نہیں دیا جا سکتا۔ اسی کے ساتھ دہلی میں ریاستی سطح پر اردو زبان کے حقیقی فروغ کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ اتر پردیش اور بہار کی طرح یہاں بھی اردو اکاڈمی بنائی جائے تاکہ اردو ادیبوں، ناشروں اور کتب خانوں وغیرہ کی مناسب ہمت افزائی کی جا سکے جن کی کافی بڑی تعداد دہلی میں موجود ہے اور اقتصادی دشواریوں کا شکار بھی۔ دراصل ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اردو کے فروغ و ترقی سے متعلق ضروری اقدامات پہلے دہلی میں کئے جاتے اور اس کی پیروی دوسرے صوبوں میں ہوتی کیونکہ دہلی نہ صرف ملک کی راجدھانی ہے بلکہ اردو کی جنم بھومی بھی۔ لیکن یہ حقیقت ناقابل انکار ہے اور قابل تاسف بھی کہ دہلی انتظامیہ نے سوائے زبانی دعووں کے عملی طور پر کبھی کوئی پیش قدمی نہیں کی۔ ہمیشہ جائز مطالبات کو نظر انداز کیا جاتا رہا اور محض زبانی یقین دہانیوں پر اکتفا کی جاتی رہی۔

خدا جانے یہ صورت حال کب بدلے گی۔ میٹروپولیٹن کونسل کے ہر سیشن میں کچھ ممبروں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ انھیں ایجنڈا اور دوسرے کاغذات اردو میں دئے جائیں لیکن ہر بار ان کی آواز صدا بصحرا ہی رہتی ہے۔ حد یہ ہے کہ جو ممبر اردو میں سوال لکھ کر دیتے ہیں اس کے جواب بھی انھیں اردو میں نہیں دئے جاتے جبکہ بھارت سرکار کی یہ ہدایت ہے کہ جو درخواستیں یا کاغذات وغیرہ اردو میں موصول ہوں ان کا جواب اردو میں ہی دیا جائے۔

ان حالات میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اردو کے پرستاروں کو دہلی کے نئے انتظامیہ سے جو امیدیں بندھی تھیں وہ دو سال کی مدت گزر جانے کے باوجود ابھی تک پوری نہیں ہوئی ہیں اگر اگر یہی رفتار رہی تو کیا تعجب کہ آئندہ تین سال بھی یونہی گزر جائیں۔

• خورشید نیر

لندن اور نیویارک میں اردو کی مقبولیت

لندن اور نیویارک میں اردو زبان اور اس کے رسم الخط سے کافی دلچسپی پائی جاتی ہے وہاں اردو کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے ثبوت میں میں وہ رنگین اور مصور پمفلٹ کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں جو مجھے ایک دوست سے ملا ہے۔ یہ پمفلٹ انگریزی کے ساتھ اردو میں بہترین آرٹ پیپر پر کاریوریشن کی فلم "دھڑکن" کی نمائش سے متعلق ہے۔

کچھ دن پہلے اس مصور اشتہار کو شریف فلمز لمیٹیڈ نے تھورن پبلشرز لمیٹیڈ ۶۵ فورڈرس روڈ۔ لندن۔ ان ڈبلیو ۵ میں چھپوا کر متذکرہ بالا فلم کی نمائش کے موقع پر نیویارک میں تقسیم کرایا تھا۔

چنانچہ اس حقیقت کے پیش نظر یہ بات کسی جھجک کے بغیر کہی جا سکتی ہے کہ جو لوگ اردو کے موجودہ رسم الخط کو بدل دینے کا مشورہ دیتے ہیں وہ دراصل اس زندہ اور خوب صورت زبان کی بین الاقوامی حیثیت کو ختم کر دینے کی فکر میں ہیں۔

اردو کی بقا اور ترقی کے لئے اس کا موجودہ رسم الخط ہی ضروری اور مفید ہے۔

ملاڈ۔ بمبئی۔ • قیصر عثمانی

لفظ افغان کی حقیقت کیا ہے؟

میں نے بڑے اشتیاق کے ساتھ حضرت مولانا امتیاز علی عرشی صاحب کی گراں قدر تصنیف اردو پر پشتو کا اثر پڑھی۔ اردو کی لسانی بحثوں میں بے شک یہ ایک نیا اور اہم نظریہ ہے اور شاید اس سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اس لئے کہ میں نے اس سے قبل کسی کتاب میں افغانوں کے اثرات کا کوئی ذکر نہیں پڑھا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ اہم نظریہ ایم اے کے طالب علموں کو پڑھایا جائے۔ میں نے دراصل یہ کتاب لفظ افغان کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے اٹھائی تھی کہ اس لفظ کے بارے میں کیا کیا نظریات ہیں اور اس کی کیا حقیقت ہے۔ زحمت تو ہوگی مگر میں درخواست کروں گی جناب عرشی صاحب سے کہ وہ تفصیل سے اس لفظ کی اصل اور حقیقت پر روشنی ڈالیں اور قارئین ہماری زبان کی اور میری رہنمائی فرمائیں۔ یقین ہے کہ یہ درخواست صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی۔

ناگپور۔ آصفہ ضیاء الحق

انجمن کی خبریں

مالیر کوٹلہ میں انجمن ترقی اردو پنجاب کا اجلاس

مالیر کوٹلہ میں انجمن ترقی اردو پنجاب کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ مقامی اردو دوستوں کے علاوہ اس اجلاس میں پٹیالہ، کھنہ، سمرالہ، چنڈی گڑھ، امرتسر، سنگرور، برنالہ، فرید کوٹ وغیرہ کئی شہروں سے نمائندگان شریک ہوئے۔ اجلاس کی پہلی نشست کی صدارت جناب سردار اودے سنگھ شائق اور دوسری نشست کی صدارت جناب مہر چند آہوجہ نے فرمائی۔ سکریٹری کے فرائض محمد کفایت اللہ نے ادا کئے۔ اجلاس کی کارروائی قومی ترانہ جن گن من سے شروع کی گئی۔ اس کے بعد اردو کے نامور شعراء و ادباء پروفیسر احتشام حسین، سید سجاد ظہیر، منوہر سہائے انور، سلام مچھلی شہری، ابر احسنی گنوری، ساغر نظامی، رام پرتاپ اکمل کی وفات پر ماتمی قرارداد پاس کی گئی۔

انجمن کی مقامی شاخ کے صدر جناب پرنسپل بدری ناتھ چوپڑہ نے باہر سے آئے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پنجاب میں اردو کی ترویج و ترقی کے بارے میں مفید تجاویز مرتب کرنے کے لئے شرکائے اجلاس کو دعوت فکر دی۔ جنرل سکریٹری سورج تنویر نے اپنی رپورٹ میں اُن کوششوں کا ذکر کیا جو پنجاب میں اردو کو اس کا جائز مقام دلانے اور اس کی ترقی کے لئے انجمن ترقی اردو پنجاب انجام دے رہی ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے گجرال کمیٹی کے ردوبدل شدہ خیالات ، ترویج اردو کمیٹی کے قیام اور پنجاب سرکار کی جانب سے اردو کی ترقی کے لئے ۵ لاکھ روپے کی رقم مخصوص کئے جانے کا ذکر بھی کیا۔ ممبران نے ان مسائل پر تفصیل سے بحث کی اور دیگر مسائل پر اپنے خیالات پیش فرمائے۔ اس اجلاس میں حسب ذیل فیصلے کئے گئے :۔

(۱) پنجاب سرکار سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بجٹ میں مخصوص رقم کو اردو کی ترویج و ترقی کے اُن اقدامات پر جلد صرف کرے جن کی سفارش انجمن ترقی اردو پنجاب نے کی ہے۔ (۲) پنجاب اسکول ایجوکیشن بورڈ کے نئے تجویز کردہ نصاب میں نویں جماعت سے اردو کے مضمون کے حذف کئے جانے پر اظہار افسوس کرتے ہوئے پنجاب سرکار سے مطالبہ کیا گیا کہ ایسے طلبہ کے لئے جو آٹھویں جماعت تک اردو کی تعلیم حاصل کر چکے ہوں نویں جماعت میں اردو بطور لازمی زبان اختیار کرنے کی سہولت مہیا کرے۔

(۳) پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک اردو کے ذریعہ تعلیم پانے والے طلبہ کے لئے پنجاب سرکار اردو کی کتابوں کی اشاعت کا انتظام کرے۔

(۴) ایسے محکمہ جات میں جہاں سابقہ ریکارڈ اردو میں ہے سرکاری ملازمین کے لئے ایک مخصوص معیار تک اردو کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

(۵) انجمن کی مقامی شاخیں ہندی، پنجابی پڑھے بالغوں کے لئے اردو کی تعلیم کا انتظام کریں اور اس سلسلہ میں پنجاب وقف بورڈ اور جماعت احمدیہ قادیان سے تعاون کی درخواست کی جائے۔

(۶) پنجاب سرکار کی مقرر کردہ فروغ اردو کمیٹی کے سال میں کم از کم بارہ اجلاس طلب کئے جائیں اور سرکار اس کمیٹی کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنائے۔

(۷) انجمن ترقی اردو پنجاب کے زیر اہتمام ایک ماہوار ادبی جریدہ کا اجراء کیا جائے جس میں ادبی تخلیقات کے علاوہ ریاست میں اردو اجتماعات و مشاعروں کی خبریں بھی اشاعت پذیر ہوں۔

رات کے وقت دھرم شالہ کندن لال میں مقامی انجمن ترقی اردو، بزم ہم عصر اور بزم کمال کے باہم اشتراک سے ایک محفل مشاعرہ زیر صدارت جناب مہر چند آہوجہ نائب صدر انجمن ترقی اردو پنجاب منعقد ہوئی۔ جس میں پنجاب کے نامور ممتاز شعرائے کرام نے سامعین کو اپنے کلام سے محظوظ کیا۔

محمد کفایت اللہ۔ سکریٹری

امرتسر میں عظیم الشان کل ہند مشاعرہ

انجمن ترقی اردو پنجاب کی امرتسر شاخ کے زیر اہتمام اردو کا ایک عظیم الشان کل ہند مشاعرہ منعقد ہوا۔ جس میں ہندوستان کے تقریباً دو درجن سرکردہ شعراء حضرات نے سامعین کو اپنے کلام سے نوازا۔ صدارت کے فرائض لوک سبھا کے سپیکر ڈاکٹر گوردیال سنگھ ڈھلوں صاحب نے انجام دئے۔

ڈاکٹر گوردیال سنگھ ڈھلوں صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں اردو زبان کو ہندوستان کا عظیم ورثہ قرار دیتے ہوئے اس کے تحفظ کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا۔ اور کارکنان انجمن ترقی اردو کو اس قدر کامیاب مشاعرہ منعقد کرنے پر دلی مبارکباد پیش کی۔

مشاعرہ کی کارروائی کو آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن سنٹر کی جانب سے ریکارڈ و ٹیلی واﺋز کیا گیا۔ مشاعرہ سننے کے لئے امرتسر کے علاوہ پنجاب کے دور دراز مقامات سے بھی کثیر التعداد شائقین تشریف لائے تھے۔

امپیریل ہوٹل میں پُرتکلف عشائیہ شعرائے کرام کو دیا گیا۔ ڈاکٹر ڈھلوں صاحب پکر لوک سبھا نے اردو کے مشہور شاعر سردار پورن سنگھ ہنر امرتسری کی ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اعزاز سے نوازا۔

• سورج تنویر

انجمن ترقی اردو شاخ بکرم (رہتاس) کا قیام

بکرم گنج　ایمان گنج میر

ضلع رہتاس شاخ سہسرام کے زیر اہتمام انجمن ترقی اردو شاخ بکرم گنج کی ایک خصوصی نشست جناب مفتاح الدین احمد صاحب عینگ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس نشست میں باتفاق آرا، جناب مولانا محمد شفیق صاحب شفق آفریدی کو صدر اور محمد ضیاء الدین خاں صاحب کو سکریٹری سردست منتخب کیا گیا۔ ان دونوں عہدیدار کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ دیگر مقامی محبان اردو سے بھرپور تعاون حاصل کریں اور مستقبل قریب میں آپسی صلاح و مشورہ سے اپنی بکرم گنج شاخ کے لئے مجلس عاملہ کی تشکیل دیدیں۔

• اقبال عالم خاں

لکھنیاں میں انجمن کی شاخ کا قیام

لکھنیاں: یہاں اردو دانوں کی ایک نشست جناب احمد کریم قریشی صاحب کے زیر صدارت ہوئی جس میں لکھنیاں میں انجمن ترقی اردو کی مقامی شاخ کا قیام عمل میں آیا۔ مقامی شاخ کے عہدہ دار اور ارکان کے نام درج ذیل ہیں
۱۔ احمد کریم قریشی صدر ۲۔ ضیاء الحق راجہ نائب صدر ۳۔ مظفر حبیب جنرل سکریٹری ۴۔ سید منور عالم نائب سکریٹری ۵۔ سید عبداللہ خازن۔
ان کے علاوہ ۱۰ اراکین مجلس عاملہ ضلع شاخ کے لئے دس نمائندوں اور ریاستی کاونسل کے لئے ایک نمائندہ کا انتخاب عمل میں آیا۔

• سید منور عالم سکریٹری



اخباروں سے تراشے

اردو رواداری کی زبان ہے

نئی دہلی ۱۰ صدر کانگریس جناب ڈاکٹر شنکر دیال شرما نے ماجد ہاؤس میں بزم شنکر پرشاد کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان مشاعرہ میں اپنی صدارتی تقریر کے دوران کہا کہ اردو زبان ایسی ہے کہ جو انسان کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ آپ نے کہا کہ اردو ہندوستان میں پیدا ہوئی اور پلی بڑھی۔ لہٰذا ہر ہندوستانی کا فرض ہے کہ اس زبان کو ترقی دے۔

آپ نے کہا کہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ اردو ہندوستان میں پیدا ہوئی اور بڑھی تو میں یہ مانتا ہوں کہ اردو ہندوستان کے ملے جلے کلچر کی مظہر ہے یہ ہمارے سیکولرزم کی نشانی بھی ہے اور رواداری کی زبان ہے اس لئے ہر ہندوستانی کا فرض ہے کہ ہندوستان میں رواداری کو فروغ دینے کے لئے اردو کی ترقی کے لئے کام کرے۔

آپ نے کہا کہ میں ہندی والوں سے کہتا ہوں کہ ہندی کی صحیح خدمت ہوگی اور اس سے ہندی مالا مال بھی ہوگی کہ اردو کے ادب اور الفاظ کو اپنایا جائے اور بہت سے لوگوں نے جو پہلے اردو میں لکھتے تھے اور بعد کو ہندی میں لکھنا شروع کیا۔ انھوں نے ہندی کے خزانہ کو اسی طرح سے ترقی دی۔ ایسے لوگوں میں منشی پریم چند خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آج بھی ہندی اسی طرح سے بہت زیادہ مالا مال ہو سکتی ہے۔

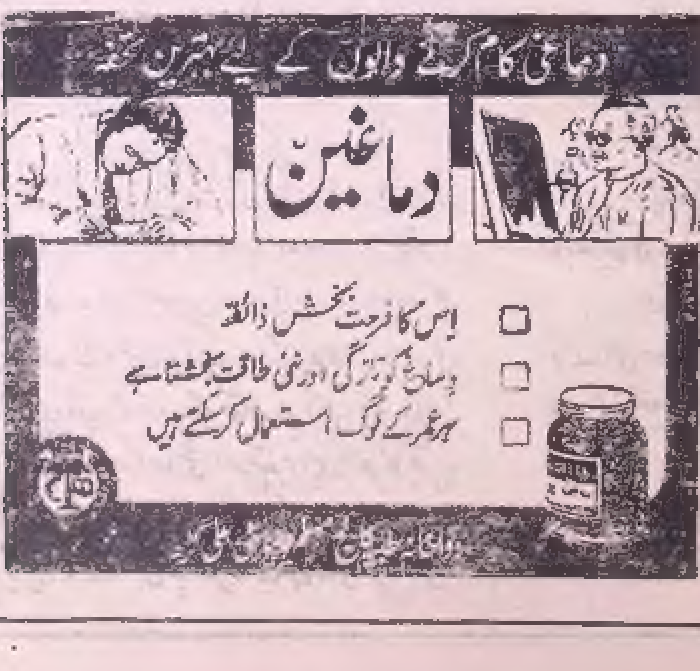
ڈاکٹر شنکر دیال نے کہا کہ جو لوگ اردو زبان کو کسی مذہب سے وابستہ کرتے ہیں وہ اس کے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔ آخر میں انھوں نے شاعروں ادیبوں سے کہا کہ ملک کو جو مسائل درپیش ہیں وہ ان میں مدد دیں وہ اپنے اشعار میں لوگوں کو ان کاموں کی طرف متوجہ کریں۔ ۱۰ الجمعیۃ دہلی

آندھرا پردیش میں تلگو اور اردو کو مستحقہ مقام دینے کا وعدہ

حیدرآباد چیف منسٹر جناب جے وینگل راؤ نے سرکاری زبان کے مسئلہ پر دوسری علاقائی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ حکومت علاقائی زبانوں کے فروغ پر توجہ دے گی ریاست میں تلگو اور اردو کو مستحقہ مقام دینے کے سلسلہ میں ہر ممکن کوشش کی جائے گی اور اس سلسلہ میں ایک لسانی کمیشن عنقریب قائم کیا جائے گا۔ ۔ سیاست حیدرآباد

حکومت آندھرا کی طرف سے اردو کے مسائل کو حل کرنے کا وعدہ

حیدرآباد چیف منسٹر جناب جے وینگل راؤ نے طلبہ اور نوجوانوں کی مجلس عمل برائے اردو کو اس امر کا یقین دلایا ہے کہ اردو کے تمام حقیقی، واجبی اور جائز مسائل کی بہت جلد حکومت یکسوئی کر دے گی۔ انھوں نے کہا کہ اس تعلق سے حکومت کی نیک نیتی پر کسی کو شبہ نہ ہونا چاہئے۔ اردو مجلس عمل کے ایک جس رکنی وفد نے چیف منسٹر سے ملاقات کی اور اردو کا ایک چند رہ نکاتی منشور مطالبات انھیں پیش کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر وینگل راؤ نے اس وفد سے کہا کہ اس منشور میں شامل ہر ایک مطالبہ پر وہ خود بھی غور کریں گے نیز وزیر تعلیم اور ناظم تعلیم سے بھی کہیں گے کہ ہر ایک مطالبہ پر ہر پہلو سے غور کریں۔ "تاکہ حکومت کو ٹھوس قسم کے فیصلے کرنے میں سہولت ہو" چیف منسٹر کو وفد نے بتایا کہ اردو میڈیم کا کوئی سرکاری ڈگری کالج ریاست میں موجود نہیں ہے۔ ان شکایات کے بارے میں کہا اردو میڈیم کے بعض اسکولوں اور اردو کلاسوں کو برخواست کر دیا گیا ہے مسٹر وینگل راؤ نے کہا کہ وہ اس بارے میں ضروری تحقیقات کریں گے۔ سیاست حیدرآباد



دوسرے اداروں کی خبریں

اردو کبھی ختم نہیں ہو سکتی

حیدرآباد۔ جناب شیخ محمد عبداللہ نے اردو ہال میں شہر کے سرکردہ ادیبوں، دانشوروں اور سربرآوردہ اصحاب کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اردو ایک زندہ جاوید زبان ہے وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اسے کوئی مٹا سکتا ہے کیونکہ اس زبان میں اتنی تاثیر، اتنی مٹھاس اور جاذبیت ہے کہ یہ ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ بدقسمتی سے زبان کے مسئلہ کو بعض گوشوں نے اپنا آلۂ کار بنایا اور اس پر تعصب کی عینک چڑھا دی جب لوگ تعصب کے شکار ہو جاتے ہیں تو پھر عقل ساتھ نہیں دیتی یہی سب کچھ اردو کے ساتھ بھی ہوا کیونکہ اپنے ہی کچھ لوگوں نے اردو کو مسلمانوں کی اور اسلام کی زبان ثابت کرنے کی کوشش کی ان کا یہ احساس اور یہ روش خود اردو والوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئی حالانکہ اردو کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اردو ہندوستان کی ایک مالا مال زبان ہے۔

انھوں نے کہا کہ بدقسمتی سے آزادی کے بعد اردو کے ساتھ امتیازی سلوک کیا گیا اور عثمانیہ یونیورسٹی میں اردو کو ختم کر دیا گیا جبکہ یہ سارے ہندوستان میں واحد یونیورسٹی تھی جہاں ایک مقامی زبان میں کامیاب تجربہ کیا گیا۔ جناب شیخ عبداللہ نے کہا کہ وزیر اعظم ہندوستان مسز اندرا گاندھی اردو کے تعلق سے نیک نیت ہیں اور وہ اردو کے لئے بہت کچھ کرنا چاہتی ہیں۔

• نامہ نگار

جموں میں ڈاکٹر محمد حسن کا توسیعی لکچر

شعبۂ اردو جموں یونیورسٹی کی دعوت پر ڈاکٹر محمد حسن ۷ رمارچ ۱۹۷۷ء کو جموں تشریف لائے اور "انیسویں صدی کی اردو شاعری کا فکری آہنگ" کے موضوع پر آپ نے ایک عالمانہ تقریر کی اپنے لکچر میں آپ نے ادب کے مقاصد پر ایک نظریاتی بحث کی۔ انیسویں صدی کے معاشی اور تہذیبی پس منظر کا تجزیہ کیا اور اس کی روشنی میں اردو شاعری کا مطالعہ کیا۔ سامعین میں یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب جے۔ ڈی شرما آئی۔ اے۔ ایس کے علاوہ شہر کے کچھ اہل ذوق بھی شامل تھے۔ جلسے کی صدارت ڈاکٹر گیان چند نے کی۔ لکچر سے پہلے صدر نے فاضل مقرر کا تعارف کرایا اور ان کے تنقیدی اور تخلیقی کارناموں پر روشنی ڈالی۔

• نامہ نگار

ٹونک میں بزم حافظ محمود شیرانی

ہندوستان کے مشہور نقاد و مورخ "پنجاب میں اردو کے مصنف" پروفیسر محمود خاں شیرانی مرحوم کی ۲۸ ویں برسی کے موقعہ پر بزم تاریخ و تحقیق "ٹونک" کی جانب سے ٹونک کے علمی مرکز "شفا منزل" میں مجلس مقالات منعقد ہوئی جس کی صدارت جناب حبیب الدین خاں صاحب ایڈوکیٹ نے فرمائی۔ قاضی شہر ٹونک مولانا سید قاضی الاسلام صاحب نے خیر مقدمی تقریر کی۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر ابو العتیق کامل عثمانی لکچرار گورنمنٹ کالج نے "پروفیسر محمود شیرانی بحیثیت مقالہ نگار" کے عنوان سے معلومات سے لبریز، دلچسپ مقالہ پڑھا۔ عثمانی صاحب کے بعد دوسرا مقالہ جناب مولانا سید منظور الحسن صاحب برکاتی لکچرار دارالعلوم خلیلیہ نے ارشاد فرمایا۔ مقالہ کا عنوان تھا "پروفیسر محمود شیرانی اور ان کی علمی خدمات"

تیسرا مقالہ جناب صاحبزادہ شوکت علی صاحب ایم۔ اے ناظم اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے بعنوان "پروفیسر محمود شیرانی ایک بصیر محقق اور معلم" پڑھا۔

مقالہ خوانی کے بعد جناب صاحبزادہ عبدالقوی خاں صاحب فوزی اور جناب منشی عماد الدین خاں مراد سعیدی نے قطعات پڑھے جن میں شیرانی صاحب کی علمی خدمات اور تنقیدی کارناموں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا تھا۔

ایک قطعہ جناب مولانا جلال الدین صاحب نے بھی بزم کو ارسال فرمایا تھا جس کو ان کے فرزند جلالی نے پڑھ کر سنایا۔

اس بزم کی قابل فخر خصوصیت یہ تھی کہ ہز ہائی نس ٹونک اعلیٰ حضرت تاج بالقابہ نے بھی اپنے ایک قطعہ اور ایک تفصیلی پیغام کے ذریعہ شرکت فرمائی۔

• ناظم نشر و اشاعت

صفحہ ۹ سے آگے

نوادہ میں انجمن ترقی اردو کی ضلعی شاخ کا قیام

نوادہ: یہاں انجمن ترقی اردو کی ضلعی شاخ کی تشکیل کے لئے زیرِ صدارت جناب ڈاکٹر اظہار الحق صاحب ایک نشست ہوئی۔ جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران بالاتفاق رائے منتخب ہوئے

صدر: جناب ڈاکٹر اظہار الحق صاحب، نائب صدر: جناب پروفیسر فضیل احمد صاحب، نائب صدر: جناب قاضی سید لبیب صاحب، نائب صدر: جناب عبدالحکیم صاحب، جنرل سکریٹری: جناب محمد قمر الزماں صاحب، جوائنٹ سکریٹری: جناب ڈاکٹر رئیس احمد صاحب، جوائنٹ سکریٹری: جناب محمد شمس الدین خاں صاحب جوائنٹ سکریٹری: جناب ایم ابوالقاسم انصاری صاحب خازن: جناب فضیل احمد صاحب۔ ان کے علاوہ مزید ۱۵ اراکین مجلس عاملہ کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔ اس کمیٹی کی تشکیل سے پہلے ایک تجویز پیش کی گئی جس میں ثاقب عظیم آبادی، ہجور شمسی اور امجد نجمی جیسے عظیم فنکاروں کو موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔　　● محمد قمر الزماں

(صفحہ ۱۰ سے آگے)

یں وزٹنگ فیلو ہو کر جا رہے ہیں، اس لئے مجلس عاملہ نے صدر کو یہ اختیار دیا کہ ان کی جگہ کے لئے عارضی انتظام کریں اور جلد سے جلد کل وقتی سکریٹری کے تقرر کے لئے ضروری کارروائی کریں۔ چونکہ فی الحال کل وقتی سکریٹری کے لئے بجٹ میں گنجائش نہیں ہے اس لئے اس کے لئے حکومت ہند سے مزید گرانٹ کی درخواست کی جائے گی۔

صدر انجمن پنڈت آنند نرائن ملا نے مجلس عاملہ کے ممبروں کے مشورے سے، ڈاکٹر خلیق انجم ریڈر اردو کروڑی مل کالج دہلی اور جوائنٹ سکریٹری مجلس استقبالیہ کل ہند اردو کانفرنس کو قائم مقام جنرل سکریٹری مقرر کیا ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم ۳۱ر مارچ سے اپنے نئے عہدے کا چارج لیں گے۔ وہ دفتر کی دیکھ بھال کے علاوہ ہماری زبان اور اردو ادب کے فرائض بھی انجام دیں گے۔

(صفحہ ۱۲ سے آگے)

اس سے بہتر ہوتا تب بھی طرزِ احساس کی اجنبیت اور لفظوں کی موسیقیت کے ایک ناماَنوس تصور کا تاثر باقی رہتا۔ ایک گیت IT WAS A LOVER AND HIS LASS کے ترجمے میں اختر بستوی صاحب نے لفظ SPRING کا ترجمہ بھاگن کر کے گیت کے ماحول کو ہندوستانی بنا دیا ہے۔ اس گیت کا ترجمہ مجموعی طور پر اچھا ہے لیکن مذکورہ تبدیلی اس اعتبار سے نامناسب ہے کہ مترجم کا مقصد ڈرامے کو اسی طرح اردو میں منتقل کرنا ہے جیسا کہ وہ انگریزی میں ہے۔ اس ایک گیت کے علاوہ ترجمے میں ہندوستانیت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے سوائے تخاطب اور سلام و دعا کے کلمات کے۔ ہاں ایک جگہ لفظ بھیرویں استعمال ہوا ہے۔

تین کرداروں کے ناموں کا تلفظ محل نظر ہے۔ اختر بستوی صاحب نے جیکوز کو جیکیس، البو کو البو اور نی بی کو نبی لکھا ہے۔

لفظ CLOWN کا ترجمہ بالعموم مسخرہ کیا جاتا ہے۔ اختر بستوی صاحب نے ٹچ اسٹون کو "ایک احمق" کہہ کر متعارف کرایا ہے۔

یہ ترجمہ اردو زبان میں اظہار کے نئے امکانات کو یقیناً وسعت دیتا ہے اور ایک عظیم تخلیقی شخصیت کی بے مثالی کا کم از کم ایک جزوی جلوہ ضرور دکھا سکتا ہے یہ بات بھی لحاظ کے قابل ہے کہ مترجم نے اتنی محنت محض اپنے شوق کو پورا کرنے کے لئے کی ہے۔ ترجمہ کا یہ کام انھیں کسی ادارہ کی طرف سے نہیں ملا تھا۔ اس ترجمہ کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اختر بستوی صاحب شاعر ہونے کے علاوہ ایک باصلاحیت اور قابل قدر مترجم بھی ہیں امید ہے کہ وہ آئندہ ترجمہ کے لئے شیکسپیئر اور دوسرے مغربی ادیبوں کی دقیع تر تخلیقات کا انتخاب کریں گے۔

ہماری زبان

سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں۔

تبصرہ

سید وقار حسین

شہر سے دور

مترجم: اختر بستوی
پبلشر: مکتبۂ دین و ادب، ۱۰۱۔ لاٹوش روڈ، لکھنؤ ۱
صفحات: ۱۶۰
قیمت: چار روپے

شیکسپیئر کے ڈرامے AS YOU LIKE IT کا ترجمہ اختر بستوی نے شہر سے دور کے نام سے کیا ہے کتاب کے شروع میں ترجمے کے بارے میں چند باتیں کے عنوان سے مترجم نے لکھا ہے کہ

"کسی علمی یا ادبی شاہکار کا ترجمہ کرنا ایک معمولی درجے کی نئی چیز لکھنے سے کہیں زیادہ دماغ سوزی اور محنت کا کام ہے"

یہ تصور ایک حد تک معقول ہونے کے باوجود مبالغہ سے خالی نہیں اور بعض صورتوں میں گمراہ کن بھی ہے کہ یہ تخلیق اور ترجمہ کے جداگانہ مناصب کو خلط ملط کرتا ہے۔ آگے چل کر مترجم نے اُن معیاروں اور اصولوں کی وضاحت کی ہے جن کی پیروی انھوں نے زیرِ نظر ترجمہ میں کی ہے۔

مترجم کی کوشش یہ رہی ہے کہ AS YOU LIKE IT کا ترجمہ "کسی طبع زاد ادبی تخلیق کی طرح وقیع بن سکے"۔ ترجمہ کرنے والے کی محنت اور صلاحیت سے انکار نہیں لیکن ترجمہ کا وقیع ہونا بڑی حد تک جمالِ ہمنشیں کا رہینِ منت ہوتا ہے۔ اختر بستوی صاحب کے ترجمہ میں بھی شیکسپیئر کی ہمہ جہت تخلیقی قوت کا پرتو جا بجا دیکھا جا سکتا ہے۔

اس نثری ترجمہ کی ایک قابلِ قدر خوبی یہ ہے کہ اصل کو حتی الامکان جوں کا توں دکھایا گیا ہے اور تقریباً سارا ترجمہ لفظی ہے۔ ایک بالکل مختلف تہذیب کی پروردہ زبان کے طرز ہائے اظہار کے لفظی ترجمہ میں جو غرابت ہوتی ہے وہ یہاں بھی ہے لیکن زیادہ نہیں۔ پھر یہ اجنبیت اس باعث کسی قدر گوارہ ہے کہ شیکسپیئر کا زبان کا بے پناہ خلاقانہ استعمال لفظی ترجمہ میں اردو الفاظ کو بھی نئے، معنی خیز اور ترکیبی رشتوں میں منسلک کرتا نظر آتا ہے۔ ترجموں سے اگر کسی زبان میں وسعت پیدا ہو سکتی ہے تو اس کی یہی راہ ہے۔ اختر بستوی صاحب نے اچھا کیا کہ زبان کو ہر جگہ اردو محاورے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کی۔

گیتوں کے ترجمے کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ترجمہ منظوم ہے مگر شاعری خال خال ہی ہے۔ اصل میں انگریزی شاعری جب بھی اردو میں ترجمہ کی جاتی ہے تو پڑھنے والے کو دو مختلف شعری روایتوں میں تصادم کا احساس ہوتا ہے۔ آپ کے ذہن میں اپنی شعری روایت کے خد و خال جس قدر واضح ہوں گے تصادم کا یہ احساس اسی قدر شدید ہوگا UNDER THE GREENWOOD TREE اور BLOW, BLOW THOU WINTER WIND انگریزی میں یقیناً اچھے گیت ہیں لیکن اردو ترجمہ کا نمونہ دیکھئے:

۱۔ وہ جو میرے ساتھ چاہے لیٹنا
ان پھلے پھولے درختوں کے تلے
اور جس کے گیت کا ہر ایک بول
چہچہاتی مست چڑیوں سے ملے . . . .

۲۔ چلو اے برف سی ٹھنڈی ہواؤ
تم اتنی سنگدل ہرگز نہیں ہو
کہ جتنا وہ جو مطلب پورا کر کے
کسی سے واسطہ بالکل نہ رکھے . . . .

یہاں اختر بستوی صاحب پر تنقید مقصود نہیں۔ ان کا کیا ہوا گیتوں کا منظوم ترجمہ خاصا ہے۔ لیکن ترجمہ
(باقی صفحہ ۱۰ کالم ۲ پر)

مالک انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ، پرنٹر و پبلشر سید تفضل حسین ایم اے نے لیتھو کلر پرنٹرس علی گڑھ میں چھپایا اور دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ سے شائع کیا